



OPEN ACCESS

Al-Azva الاضواء

ISSN 2415-0444 ; E 1995-7904

Volume 37, Issue, 57, 2022

www.aladwajournal.com

کنہ المراد فی بیان بانٹ سعادت میں علامہ سیوطیؒ کا اسلوب

The Method of Suyūṭī in “Kunhul Murād” Explanation of Bānat Su’ād

Ahmad Ali Badat (*corresponding author*)

Lecturer, Government Graduate College of Science, Lahore

Hafiz Zahid Ali, Assistant Professor

Department of Islamic Studies, Government Graduate College
Ravi Road, Lahore

Abstract

KEYWORDS

Suyūṭī, Jalāl ud Dīn,
Kunhul Murād,
Bānat Su’ād



In the presence of Prophet Muhammad (s.a.w), Ka’ab bin Zuhair delivered a famous poem in his honour and was gifted his clothes in return. This poem has become well-known and has been recorded in collections of Ḥadis and Sīrah, as well as Arabic literature. Allama Jalāl-ud-Dīn Suyūṭī authored a comprehensive explanation of the poem, titled Kunhul Murād fi bayan Banat Suaad, which delves into the background of the poem and Suyūṭī’s unique approach to interpretation. Suyūṭī’s work is thorough and provides a wealth of related information, making it one of the most widely-read commentaries on the poem Banat Suaad. This study examines Suyūṭī’s methodology and offers examples from his analysis.

Date of Publication:
29-06-2022



تمہید

اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بھی ہمیشہ اہل ادب کی توجہ کا مرکز اور علمی کاوشوں کا میدان رہی ہے۔ اس مبارک کام میں اہل اسلام تو پیش پیش رہے ہی اس مسابقت میں دیگر ادیان سے وابستہ افراد بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی کی تاریخ اس جہاں کی تاریخ سے بھی قدیم ہے کہ خود رب کائنات نے اس عمل کو شروع فرمایا اور پھر ہر دور میں نثر و شعر ہر دو اقسام ادب میں ہوتی رہی اور ادب سے زیادہ عبادت کے رنگ کے ساتھ اس کی ترویج ہوئی۔

اشعار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی جاری ہو گیا۔ یہ ایسا دور تھا جب عربی ادب اپنے پورے عروج اور زور پر تھا اور عرب میں بڑے بڑے شعراء اپنے بہترین قصائد کے ساتھ دوسروں سے مبارزت میں مصروف رہتے۔

تعارف شاعر

قصیدہ بانث سعاد صحابی رسول حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قصیدہ ہے جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے اسلام لاتے ہی پیش فرمایا۔ ان کی کنیت ابوالمطرف اور نام کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ ہے اور ان کا تعلق قبیلہ مزینہ سے ہے۔¹ حضرت کعب کا شمار عرب کے بڑے ماہر اور خوش کلام شعراء میں سے ہوتا تھا۔ ان کے بہترین اشعار میں سے یہ اشعار نمایاں حیثیت رکھتے ہیں:

لو كنت أعجب من شئ لأعجبنى سعي الفتى وهو مخبوء له القدر

” اگر مجھے کوئی چیز پسند آتی تو ضرور مجھے جو ان کی کوشش پسند آتی جس کی تقدیر اس سے پوشیدہ ہے۔“

يسعى الفتى لأموال ليس يدركها والنفوس واحدة والهيم منتشر

” جو ان ایسے کاموں کے لیے کوشش کرتا ہے جن کو وہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جان تو ایک ہوتی ہے اور اس کے ارادے منتشر ہوتے ہیں۔“

والمرء ما عاش ممدود له أصل لانتتهي العين حتى ينتهي الأثر²

” اور آدمی جب تک ایسے زندگی گزارتا ہے کہ اس کی امید بہت لمبی ہوں تو اس کی آنکھ کی انتہا نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے نشان کی انتہا ہو جاتی ہے۔“

قصیدہ بانث سعاد کا پس منظر

حضرت کعب بن زہیر کے ایک بھائی بھیر تھے۔ یہ دونوں حجاز کے قریب برق الغداف مقام کے پاس گئے۔

یہ علاقہ بنو سعد کا تھا۔ یہاں بحیر نے کعب سے کہا کہ تم یہاں بکریوں کے پاس ٹھہرو میں اس شخص یعنی نبی اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کا کلام سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس کے پاس کیا ہے۔ چنانچہ کعب رک گئے اور بحیر چل دیے یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ان کا کلام سنا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ کعب کو اپنے بھائی بحیر کے ایمان لے آنے کا بڑا دکھ ہوا اور ان کی طرف یہ شعر لکھ بھیجے³:

ألا أبلغا عني بجيراً رسالة فهل لك فيما قلت ويحك هل لك

”اے (میرے مخاطب) میرا ایک پیغام بحیر تک پہنچا دو کہ تو ہلاک ہو گیا۔ کیا جو تو نے کہا ہے وہ واقعی تو کر گزرا ہے؟ (یعنی کیا واقعہ تو کلمہ پڑھ چکا ہے؟)“

سقاك بها المأمون كأساً روية فأنهلك المأمون منها وعلكا

”تجھے مامون نے باتوں کا ایک پیالہ پلا دیا ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ اور پھر دوسری مرتبہ بھی تجھے وہ شراب پلا دی۔“

ففارقت أسباب الهدى وتبعته على أي شئ ويب غيرك دلكا

”پس تو دور ہو گیا ہدایت کے اسباب سے اور تو نے اس کی اتباع کی، اس نے تیری کیسی چیز کی طرف رہنمائی کی اور تو بھی دوسروں کی طرح ہلاک ہو گیا۔“

على مذهب لم تلف أما ولا أبا عليه ولم تعرف عليه أخالكا

”(اس نے رہنمائی کی) ایک ایسے مذہب کی طرف جس پر تو نہیں پاتا کسی ماں کو اور نہ ہی باپ کو۔ اور تو نہیں جانتا اس پر اپنے کسی بھائی کو۔“

فإن أنت لم تعرف فلسنت بأسف ولا قائل إن ما عثرت لعا لكا⁴

”پھر اگر تو میری بات کو نہیں سمجھتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں اور اگر تو ٹھوکر کھا گیا ہے تو میں تجھے محفوظ رہنے کی دعا نہیں دوں گا۔“

یہ اشعار کعب نے بحیر کی طرف بھیج دیے۔ جب بحیر نے یہ پڑھے تو رسول اللہ ﷺ کو اس سے مطلع کیا جب آپ نے یہ شعر سنا ”سقاك بها المأمون“ تجھے مامون (امانت دار) نے پلا دیا تو آپ نے فرمایا: ”مأمون واللہ! اللہ کی قسم امانت دار“ اور کفار بھی آپ کو امانت دار ہی پکارتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی بھی کعب بن زہیر کو دیکھے تو اسے قتل کر دے۔

چنانچہ حضرت بحیر نے اپنے بھائی کعب کو یہ اشعار لکھ کر بھیج دیے:

من مبلغ كعب فهل لك في التي تلوم بها باطلا وهي أحزم

”کون کعب تک یہ بات پہنچا دے کہ تو جس بات پر مجھے ناحق ملامت کر رہا ہے وہ زیادہ مضبوط ہے۔“

إلى الله لا العزى ولا اللات بعده فتنجو إذا كان النجاة فتسلم

”تو لوٹ جا اللہ کی طرف نہ کہ عزی کی اور نہ ہی اس کے بعدلات کی طرف۔ اگر تو نجات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسلام قبول کر کے بچ جا۔“

لدى يوم لا ینجو ولیس بمفلت من الناس إلا طاهر القلب مسلم

”اس دن جس دن نجات نہیں پاسکے گا اور نہ ہی بچ نکلے گا لوگوں میں سے مگر وہ جو پاکیزہ دل والا مسلمان ہو۔“

فدین زهیر وهو لاشیء دینہ و دین ابی سلمی علی محرم

”پس زہیر کا دین کوئی دین نہیں ہے اور ابوسلمی کا دین مجھ پر حرام ہے۔“

ان اشعار کے بعد بحیر نے کعب کو یہ لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون معاف کر دیا ہے اور یہ بھی کہ آپ نے مکہ میں بھی بہت سے ایسے شعراء کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی شان میں گستاخی کے مرتکب تھے یا کسی بھی انداز میں آپ کو ایذاء پہنچاتے تھے۔ قریش میں سے بھی بہت سے شعراء جیسے ابن الزبیری اور ہبیر بن وہب بھی مختلف مقامات کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ تم بھی نہیں بچ سکو گے اگر تم زندہ رہنا چاہو تو فوراً یہاں آ جاؤ اس لیے کہ جو یہاں توبہ کر کے آ جاتا ہے تو یہ اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اسلام سے پہلے کے کاموں کا سوال نہیں کرتے۔

حضرت کعب کی بارگاہ رسالت میں آمد

جب یہ پیغام کعب تک پہنچا تو وہ قبیلہ مزینہ کے پاس آئے اور ان سے پناہ کا سوال کیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں۔ مزینہ نے انکار کر دیا۔ لہذا اب زمین ان پر تنگ ہو گئی ان کو خود پر ترس آنے لگا اور دشمن بھی یہ بات بکثرت کرنے لگے کہ یہ اب عنقریب مارا جائے گا۔⁵

ان ہی حالات میں آپ نے یہ قصیدہ کہا جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف کی اور اپنے خون اور دشمنوں کی افواہ اور بد خوئی کا ذکر کیا پھر آپ چلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے اور قبیلہ جھینہ کے ایک صحابی کے پاس آکر ٹھہرے جس کے ساتھ پہلے سے جان پہچان تھی۔ وہ ان کو لے کر مسجد آگئے اور اشارہ کر کے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تم کھڑے ہو اور ان سے امان کا سوال کرو۔ حضرت کعب نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ان صفات سے پہچان لیا جن کو وہ پہلے لوگوں سے سن چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس ایسے تھی آپ درمیان میں تھے اور آپ کے ارد گرد صحابہ حلقہ بھٹھے تھے۔ کعب اس جانب بڑھے اور آپ ﷺ کے بالکل سامنے جا کر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بے شک کعب بن زہیر توبہ کر کے آیا ہے اور آپ سے امان کا سوال کرتا ہے۔ کیا آپ توبہ قبول کر لیں گے اگر میں اسے آپ کے پاس لے کر آ جاؤں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ کعب نے عرض کیا کہ: ”یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ وہی

جس نے وہ شعر کہا تھا؟ پھر آپ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے اس شعر کے سنانے کا فرمایا۔
حضرت ابو بکر نے یہ شعر سنایا:

سقاك بها المامون كاساً روية

”مامون (امانت دار) نے اس کلمے کے ساتھ باتوں کا ایک جام پلا دیا“

کعب نے عرض کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے تو کہا تھا کہ تجھے ابو بکر نے باتوں کا جام پلا دیا اور تجھے مامون نے پہلی شراب پلا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مامون واللہ (اللہ کی قسم امانت دار)۔
اسی اثنا میں ایک انصاری صحابی چھلانگ لگا کر کعب پر پہنچ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس اللہ کے دشمن کی گردن جدا کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو بے شک یہ توبہ کر کے اور تلافی کر کے آیا ہے۔

پھر حضرت کعب نے اپنا یہ قصیدہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا اور آپ جناب سنتے رہے۔ ابو بکر انباری کی روایت میں ہے کہ جب آپ قصیدے میں اس شعر پر پہنچے:

إن الرسول لسيف يستضاء به مهند من سيوف الله مسلول

”بے شک یہ رسول ایسی چمکدار تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور جو ہند کی تیز اور اللہ کی تلواروں میں سے سونتی ہوئی تلوار ہیں۔“

اس شعر کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارک جو آپ نے زیب تن فرما رکھی تھی حضرت کعب کی طرف پھینک دی۔ ابن عبد البر نے الاستعیاب میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت کعب اس شعر پر پہنچے:

أنبتت أن رسول الله أوعدني والعفو عند رسول الله مأمول

”مجھے خبر دی گئی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے اور معافی کی تو رسول اللہ سے امید رکھی جاتی ہے۔“

اس شعر پر رسول اللہ ﷺ نے جو صحابہ آپ کے گرد موجود تھے انہیں اشارہ فرمایا کہ سنو یہ کیا کہتا ہے۔⁶
کعب بن مالک کا یہ قصیدہ رسول اللہ ﷺ کی مدح و ثناء پر مشتمل ہے لیکن اس میں آپ کا اسلوب بالکل وہی ہے جو ایک جاہلی دور کا شاعر اپناتا تھا۔ لہذا اس میں ایسا نہیں ہے کہ نعت پر شروع ہو کر اسی پر اختتام پذیر ہو جائے بلکہ ستاون اشعار میں سے اکثر خالص جاہلی ادبی رنگ میں پیش کئے گئے جن میں محبوبہ کے لئے غزل سے ابتداء ہوتی ہے۔

اس قصیدہ کی اہمیت اور خوبیوں کے باعث کئی متقدمین شراح نے اس کی شرح لکھی جن میں سے تمہیزی، ابو البرکات بن الانباری، عبد اللطیف البغدادی، ابن الحشام الانصاری، ابن حبہ الحموی اور علامہ سیوطی قابل ذکر ہیں۔

مضامین قصیدہ بانث سعاد کا خلاصہ

سیوطی نے اپنی شرح کنہ المراد فی شرح قصیدہ بانث سعاد کے مقدمہ میں تمام اشعار کا اجمالی خلاصہ بیان فرمایا جس کا ما حاصل یہ ہے کہ یہ قصیدہ ستاون (۵۷) اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس کی ابتداء اپنے دل کی حالت بیان کی کہ محبوبہ کی فراق کے وقت ان کے دل پر کیا ہوتی۔ چنانچہ ابتداء اس شعر سے کر دی کہ:

بانث سعاد فقلبي اليوم متبول

اس کے بعد محبوبہ کو دوسرے شعر میں عمدہ خوبیوں والے ہرن سے تشبیہ دی اور کہا:

وما سعاد غداة البين اذ رحلوا

اس کے بعد اس کے دانتوں اور لعاب کی خوبصورتی بیان کرتے ہوئے اس کو تیسرے شعر میں شراب کے ساتھ تشبیہ دی۔ پھر اس شراب میں پانی کے ملنے کا ذکر کیا اور اس کے ذکر کو طویل کرتے ہوئے اس میں ملائے گئے پانی کے وصف کو بیان کیا یہاں تک کہ اس وادی سے پہنچنے والے پانی کے ریلے کا ذکر کیا جس سے وہ پانی حاصل کیا گیا۔ اس کے بعد وعدہ خلافی اور محبوبہ کا نصیحت کو قبول نہ کرنا چھٹے شعر میں بیان کیا:

أكرم بها خلة لو أنها صدقت

پھر اس کو ساتویں شعر میں مکمل کرنے کے بعد اس کی محبت کے مختلف رنگوں کا ذکر آٹھویں شعر میں کیا۔ پھر یہ بھی بیان کیا کہ وہ وعدہ خلافی کی مرتکب تھی پھر اس کی تاکید کی اور کہا کہ جو کچھ وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف امیدیں ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر گیارہویں شعر میں اس کے وعدہ کے نال منول کو بیان کیا۔ اس کے بعد بارہویں شعر میں خود پر ملامت کی جو اس کے وعدوں پر یقین کر لیا ہے۔ تیرہویں شعر میں اس کے اور اپنے درمیان دوری کو ذکر کیا اور پھر یہ بات بیان کی کہ اتنی مسافت تک اس کو نہیں پہنچا سکتی مگر ایک اونٹنی جس میں ایسی ایسی صفات ہوں۔ پھر اس اونٹنی کے ذکر کو خوب طویل کر دیا جیسا کہ عرب کی عادت تھی اور یہ طویل ذکر چودھویں شعر سے شروع ہو کر بتیسویں شعر تک جاری رہتا ہے۔ گویا کہ انیس اشعار اس بیان میں ہو گئے۔ اس کے بعد وہ حاسدین اور چغل خوروں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔

چنانچہ تیسویں شعر میں

تسعى الوشاة جنابها

کہا پھر اس بات کو طویل کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ پینتیسویں شعر تک اس کو لے جاتے ہیں۔ یہاں غزل کے اشعار مکمل ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد وہ سب کچھ چھوڑ کر مدح النبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے:

نبئت أن رسول الله أوعدني

اور یہ مدحیہ اشعار اڑتا لیسویں شعر تک جاری رہتے ہیں۔ پھر وہ حضرات صحابہ میں سے مہاجرین رضی اللہ عنہم کی مدح انچاسویں شعر میں بیان فرماتے ہیں یہ فرماتے ہوئے:

فی فتية من قريش

اور یہ ذکر قصیدے کے آخری شعر تک جاری رہتا ہے۔

سبب تالیف و منہج شرح

سیوطی نے اپنی شرح کے مقدمے میں اس شرح کی وجہ تصنیف ذکر فرمائی کہ:

"وكانت الشروح الموضوعه عليها فيما وقفت عليه قاصرة على شرح غريبها وإعراب

ألفاظها المؤدية إلى حل تركيبها دون التعرض لمعانها التي هي قصد طلابها"⁷

"وہ شروحات جن پر میں مطلع ہوا وہ صرف مشکل الفاظ کی شرح اور ترکیبات کے حل کرنے تک

ہی محدود تھیں اور ان معانی سے بحث نہیں کرتی تھیں جو کہ اس کے طالب کا مقصد ہوتے ہیں۔"

لہذا سیوطی نے اس قصیدے کی شرح میں تین کاموں کا التزام کیا ہے:

۱۔ مفردات کی لغوی تحقیق

۲۔ الفاظ کے معانی اور انکی دلالت

۳۔ حاصل معنی کی سیاق و سباق کی روشنی میں تشریح۔

مفردات کی تحقیق میں سیوطی نے بہت مبالغہ سے کام نہیں لیا اور اس کی وجہ وہی ہے جو خود آپ نے بیان فرمائی کہ اس پر ما قبل شرح نے کافی کام کر دیا تھا۔ آپ نے اتنا ضرور کیا کہ الفاظ کی تشکیل، اس کے تلفظ اور اس کے کئی ایک معانی میں سے راجح کی نشاندہی کر دی۔ اس سے ایک تو مفردات اپنے ہم شکل الفاظ سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے درست تلفظ کی وجہ سے اشعار کا وزن بھی سلامت رہتا ہے۔ اور اگر کسی مقام پر راجح متعدد ہوئے تو ایک سے زائد معنی نا صرف ذکر کئے بلکہ ہر ایک سے حاصل ہونے والے مطلب کو بھی علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیا۔ اسی منہج اور طرز شرح و توضیح کا بالتفصیل مشاہدہ ان کی اس شرح کو دیکھ کر بخوبی کیا جاسکتا ہے جو آپ نے قصیدے کے مطلع میں استعمال کیا ہے۔

قصیدے کا مطلع ہے:

بانث سعادت فقلبي اليوم متبول متيم إثرها لم يفد مكبول

اس شعر میں مستعمل لفظ سعادت جو کہ مؤنث علم ہے اس کے سلسلے میں شارح اس میں موجود دو احتمالات کو ذکر فرماتے ہیں کہ یا تو وہ شاعر کی حقیقی محبوبہ کا نام ہے یا پھر فرضی محبوبہ کا۔ بہر دو صورت اس کے نذر کرے سے قصیدے کی ابتدا کی عرب شعراء کے طریقے کے موافق تشبیب اور غزل کہلاتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے لیلیٰ اور

مجنون کا تذکرہ ملتا ہے نیز بہت سے عشاق شعراء زمانہ جاہلیت بلکہ بعد اسلام کے بھی تشبیہ کا استعمال کرتے رہے ہیں۔⁸

لغوی توضیح

شرح کا اولین مقصد کلمات کی ایسی وضاحت ہوتا ہے جو حقیقی معنی تک بہتر رسائی کروا سکے چنانچہ سیوطی بھی کلمات کی شرح کا بھرپور اہتمام فرماتے ہیں۔

قصیدے کے پہلے کلمے ”بانث“ کی شرح لغوی میں سیوطی فرماتے ہیں:

”بانث“ عربی میں اس وقت بولا جاتا ہے جب عورت اپنے خاوند کو چھوڑ دے اسی طرح کی جدائی کے لیے جو طلاق دی جاتی ہے طلاق بانث بھی کہا جاتا ہے۔ جو غیر رجعی طلاق ہوتی ہے۔ یہاں سیوطی نے بانث کی شرح کی غرض سے اس کے لغوی معنی کی تفصیلات میں جائے بغیر اس کی توضیح کے لئے عربی عرف عام میں اس کے استعمال کو ذکر فرمایا اور یہ اسلوب بارہا شرح میں دیکھا جاسکتا ہے۔⁹

اسی طرح لفظ قلب جو کہ دو معنی کا احتمال رکھتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دو معنی میں سے پہلا تو اس سے دل مراد لیا جاسکتا ہے اور یہی معنی زیادہ واضح ہے یہی لفظ اللہ تعالیٰ کے قول میں بھی ہے:

﴿وَحَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ﴾¹⁰

”اور مہر لگا دی اس نے کان اور دل پر“

اور اس کا محل بدن سینے میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿فَأَنهَآ لَا تَعْقَى الْآبْصَرُ وَلَكِن تَعْقَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾¹¹

”بے شک ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

قلب کے معنی میں دوسرا احتمال چونکہ عقل کا ہو سکتا ہے لہذا اس کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اس معنی پر بطور استشہاد آیت قرآنی بھی ماقبل کی طرح پیش کرتے ہیں اور تشریح میں یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ شاعر کی عقل محبت اور عشق کی شدت اور غلبے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو چکی ہے اور وہ بدحواسی اور پریشانی کی ایسی حد کو پہنچ چکی ہے جس کو کوئی افاقہ اور شفاء بھی نہیں ملتی۔

اسی نچ پر ”مبتول“ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے شارح نے اس کو وہ بیماری قرار دیا جس کی وجہ سے انسان اپنی تمام قوت کو کھو بیٹھتا ہو، گویا کہ موت کے انتہائی قریب پہنچ جائے۔ ”متمیم“ غلام اور تابع فرمان کو کہا جاتا ہے اسی طرح محبت اور عشق کے ساتھ جب اس لفظ کو استعمال کیا جائے تو اس سے مراد عشق میں مقید ہو جانے والا عشق ہوتا ہے۔

”لم یفد“ کا مطلب یہ ذکر کیا ہے کہ جس قید میں وہ مبتلا ہوا اس سے خلاصی اور چھٹکارے کے لیے کوئی بھی ایسا شخص میسر نہیں آیا ہے اس کا فدیہ دے کر اسے آزاد کروا سکے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس نے خود ہی فدیہ دے کر آزادی حاصل کرنے کو اختیار نہیں کیا کہ اس کے لیے محبت میں گرفتار رہنا آزاد ہو جانے سے زیادہ محبوب ہے۔¹²

اختلاف نسخ

قصیدے کے مختلف نسخوں میں اگر کچھ اختلافات پائے گئے تو شارح ان اختلافات سے صرف نظر نہیں کرتے بلکہ ان کلمات کو مع ان کی لغوی تشریح اور مفہوم کے بیان فرماتے ہیں چنانچہ ”لم یفد“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قصیدے کے بعض نسخوں میں اس مقام پر ”لم یفد“ کی جگہ ”لم یشف“ نقل کیا گیا ہے جس کے معنی ہونگے کے عشق میں پیار ہو جانے کے بعد اس مرض سے شفاء حاصل نہیں ہوئی۔ ”مکبول“ میں بھی دو مطلب لیے جاسکتے ہیں۔ اور دونوں کا تعلق گرفتاری کے ساتھ ہے۔ ایک معنی دوران گرفتاری زنجیروں سے جکڑے جانے کا ہے اور دوسرا معنی جیل وغیرہ میں قید کر دیے جانے کا ہے۔¹³

قرآن کے ساتھ استشہاد

آپ نے الفاظ کے معنی کے تعین کے لئے جابجا آیات قرآنیہ سے استشہاد کیا جیسا کہ ”الیوم“ کی شرح میں اس کی توفیق میں مطلق زمانہ ہونے کو ترجیح دینے کے بعد یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں الیوم کا استعمال دن اور رات دونوں کے لئے ہو سکتا ہے اور اس پر بطور استشہاد قرآنی اس آیت کو ذکر فرماتے ہیں۔¹⁴

﴿وَأَنذَرْنَا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾¹⁵

”اور اس زمین کی پیداوار کا حق ادا کرو اس کی کٹائی کے وقت“

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ﴾¹⁶

”اس وقت ایمان والے اللہ کی مدد کی وجہ سے خوش ہوں گے اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔“

اسی طرح ”اثر“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ قدموں کے زمین پر بننے والے نشانات کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ علامت ہوتی ہے جو کوئی شخص اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔¹⁷ اس سے کلمہ ”اثر“ بھی ہے جو اللہ کے اس قول میں استعمال ہوا ہے:

﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ﴾¹⁸

”اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے“

اسی طرح غم فراق کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ہم قرآن مجید میں دیکھتے ہیں جب اللہ رب العزت حضرت یعقوب علیہ السلام کی حالت کا ذکر کرتے ہیں جس وقت وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں مبتلا تھے۔¹⁹ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَوْفَىٰ عَلَىٰ يَوْسُفَ وَآبَيْصَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾²⁰

”اور وہ ان سے پلٹے اور کہا کہ ہائے فسوس ہو یوسف اور ان کی آنکھوں میں سفیدی اتر آئی اس غم کی وجہ سے اور وہ دل دل میں گھٹے جاتے تھے۔“

حدیث اور سیرت طیبہ کے ساتھ استشہاد

قرآنی آیات کے علاوہ حدیث و سیرت طیبہ سے استدلال و استشہاد بھی بر موقع ضرور فرماتے ہیں لہذا جدائی اور فراق کے ذیل میں ارشاد فرمایا²¹:

اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا جب آپ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم جو بچپن میں وفات پا گئے تھے انہیں اپنی گود میں اٹھایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے پوچھا کہ آپ بھی روتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک آنکھ روتی ہے اور دل غم کرتا ہے اور ہم کوئی ایسی بات نہیں کرتے جو اللہ کو ناپسند ہو اور بے شک ہم اے ابراہیم تیری جدائی پر غمزدہ ہیں۔²²

قلب کی شرح میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی²³:

”وإن في الجسد مضغاً إذا صلحت صلح لها سائر الجسد، وإذا فسدت فسد لها سائر الجسد ألا وهي القلب“²⁴

”بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔“

عربی اشعار کی ساتھ استشہاد

قرآن و حدیث کے استشادات کے علاوہ سیوطی نے اپنے عمدہ شعری ذوق کے پیش نظر بر موقع مناسب اشعار کو بھی معنی یا مفہوم کے اثبات کے لئے استشاداً پیش کیا ہے۔ مطلع میں محبوبہ کی جدائی کے غم کو ذکر کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کو شاعر کے کلام سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا کہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

إني لأكره أن أنام فألتقي بك في الكرى خوف الفراق الثاني

”میں نیند کو بھی اس خوف کی وجہ سے ناپسند سمجھتا ہوں کہ کہیں تجھ سے خواب میں ہی ملاقات نہ ہو جائے اور (جاگنے کی صورت میں) ایک مرتبہ پھر فراق کا سامنا کرنا پڑے۔“²⁵

اقوال حکماء کے ذریعے شرح

سیوطی بغرض شرح علماء، حکماء و ادبائے عرب کے مقولات، ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی ضرور بیان کرتے ہیں چنانچہ مطلع میں قلب کی شرح فرماتے ہوئے سیوطی حکماء و اطباء کے اقوال جو قلب کی حقیقت اور اس کے اعمال کے متعلق ہیں بالنتفصیل ذکر فرماتے ہیں جس میں دل کے بدن انسانی میں محل وقوع اور اس کا مادہ، دوران خون میں اس کا کردار، احساسات اور جذبات کے ساتھ اس کا تعلق اور بعض حکماء کا اس کے بارے میں یہ قول کہ: دل تمام اعضاء کا بادشاہ ہے اور تمام اعضاء اس کے سپاہی اور خدام ہیں۔ عقل اس کا وزیر، سمجھ اس کا مددگار، آنکھیں اس کی راہر اور کان اس کے جاسوس ہیں۔ نیز سیوطی صوفیاء کا لطائف قلبیہ کے بارے میں مؤقف بھی ذکریوں فرماتے ہیں:

”اسی جدائی اور فراق کے بارے میں اقوال علماء و ادبائے عرب سے یہ نقل کیا کہ: فراق کو نہیں پیدا کیا گیا مگر برائے تعذیب عشاق۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر جدائی اور فراق کی کوئی صورت ہو تو دل ڈر جائے اور پہاڑ گر جائے اور عضی لکڑی کا انگارہ (یہ ضرب المثل عرب میں اس وجہ سے کہ اس لکڑی کی آگ اور اس کا انگارہ بہت دیر تک جلتے رہتے ہیں) جدائی کی آگ کے مقابلے میں بہت ہلکا عذاب ہے“²⁶

اسی طرح علامہ زمخشری کا یہ قول بھی نقل کیا کہ انسان کے بدن میں دل سے زیادہ کوئی چیز بھی نرم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز ہے جو کسی تکلیف کو محسوس کر سکے جو اسے پہنچے۔ اور یہ بھی کہ دل ہی بدن میں ایک خود مختار عضو ہے اور باقی تمام اعضاء اس کے تابع ہیں۔²⁷

فرائین اسلاف

اسلاف کے فرائین اور واقعات کو بھی بغرض تشریح تحریر فرماتے ہیں چنانچہ غم و جدائی کی شرح میں حسن بصری رحمہ اللہ کا یوں ذکر فرمایا کہ: یہ بھی روایت نقل کیا گیا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بچے یا کسی اور پر رو پڑے، آپ سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا کہ حضرت یعقوب کے غم کو ان کے لیے عیب بنایا ہو۔²⁸

مجموعی معنی و بیان اسرار و رموز

شعر کے کلمات کے مختصر بیان کے بعد سیوطی اشعار کے مجموعی معنی اور مطلب بھی بہت عمدہ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ قصیدے کے مطلع کا مجموعی مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ شاعر کا دل محبوبہ کی جدائی کے

بعد بہت ہی بیمار اور بد حال ہو گیا اسی طرح وہ مغلوب اور گرفتار ہو گیا۔ زنجیر اور قید خانے میں جکڑ لیا گیا اور اس کے لیے نہ بھاگ نکلنے کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی اس غلامی سے خلاص کے لیے کوئی فدیہ کی صورت۔²⁹

اس کے بعد شارح شعر میں موجود اسرار ادب کی پردہ کشائی کرتے ہوئے شاعر رضی اللہ عنہ کی طرف سے استعمال شدہ صنعت غزل و تشبیب کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ شاعر نے اس قصیدے کی ابتداء غزل اور تشبیب سے کی ہے اور یہی عادت اس زمانے کے اکثر شعراء کی تھی۔ تشبیب کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ عاشق اور محب اپنی محبت اور الفت کو بیان کرے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ محبت اور عشق کی آگ بطور خاص اس وقت بھڑک اٹھتی ہے جب جدائی کا وقت ہوتا ہے اور فراق میں یہ شدید تر ہو جاتی ہے۔ اسی لیے عرب شعراء ابتداء میں ہی اپنے اس درد اور اسم کو ذکر کر دیا کرتے تھے تاکہ بعد میں آنے والے اشعار کو اسی تناظر میں سمجھ لیا جائے اور کسی بھی نامناسب شعر میں جو آئندہ کلام میں واقع ہو ان کو معذور تصور کیا جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محبت کرنے والوں کے لئے جدائی سے بڑا کوئی غم اور اس سے سخت کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔

سیوطی شاعر پر کئے جانے والے ممکنہ اعتراضات کے جوابات بھی ضرور دیتے ہیں چنانچہ تشبیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ شاعر اس طرح عورت کے تذکرے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں غزل کہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاعر نے عرب کی عادت کے موافق ہی اپنے قصیدے کو شروع کیا اور نبی ﷺ کا اس کو سننا اور برقرار رکھنا اور اس سے منع نہ کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔³⁰

اس کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان فرمائی کہ اس بات کا احتمال ہے کہ شاعر نے کسی خاص عورت کا قصد کیا ہو جو ان کے حلال عقد میں تھی اور پھر جدا ہو گئی لہذا اپنے غم کی حالت کا بیان کر دیا۔ اسی طرح بعض علماء کی یہ صراحت بھی نقل کی کہ عورت کے تذکرے کے ساتھ وہ غزل ممنوع ہے جب کوئی متعین اجنبی عورت کا ذکر کیا جائے۔ اپنی منکوحہ یا غیر معین کا ذکر کرنا ہرگز منع نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کی محبت ان کو بدگوئی اور فحش کلامی تک نہیں لے جاتی۔ اسی وجہ سے بہت سے اسراء عشق نے اپنی جانیں دے دیں لیکن فراق کے غم کو جھیلنے رہتے اور صبر کرتے رہے اور انہیں وصال نصیب ہی نہ ہوا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پاک دامنی عفت اور مروت کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات یہ اپنی محبتوں کے ساتھ خلوت میں ہونے کے باوجود عفت کو ترجیح دیتے تھے۔³¹

تصحیح و تضعیف روایات

سیوطی اپنی شرح میں مشہور روایات کو ذکر کرتے ہوئے بیان کردہ احادیث کی صحت و ضعف کو بھی بیان

کرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ عشق میں پاک دامن کی بیان کے دوران واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا تعلق بنی عذرہ سے تھا اس سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں ایک شخص عشق میں جان دے دیتا ہے لیکن اس عورت سے ملتا نہیں تو جواب دیا کہ اس لیے کہ ہم میں جمال اور عفت دونوں ہے۔

اس کے بعد بعض علماء کی یہ رائے نقل فرماتے ہیں جنہوں نے عشق میں جان دے دینے والے پاک دامن عاشق کو شہداء میں شمار کیا ہے جیسے کہ ڈوبنے والے اور طاعون میں ہلاک ہونے والے اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والے وغیرہ کو اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ:

”من عشق ففعم ففکتم ففمات ففو شہید“³²

”جس نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور بعد میں اس کو چھپاتا رہا اور مر گیا تو وہ شہید ہے۔“

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ”لیکن یہ حدیث سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف ہے بلکہ بہت سوں کے ہاں تو یہ موضوع روایت ہے۔“³³

خلاصہ بحث

قصیدہ بانث سعاد میں شاعر نے جاہلی اسلوب کے مطابق اپنے اشعار جمع کئے جن میں رسول اللہ ﷺ کی مدح سے پہلے دیگر اصناف شعریہ کو استعمال کیا۔ شارح سیوطی نے بھی اپنی شرح کنہ المراد فی بیان بانث سعاد میں قدیم اور روایتی طرق کو اختیار فرماتے ہوئے ہر ہر لفظ کی مفصل شرح و توضیح کی طرف توجہ کی۔ اس کے بعد تفصیلی شرح میں اپنے نکتہ نظر کے استشادات قرآن و سنت کے علاوہ ادب عربی کے ذخیرہ سے بھی پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شرح سے نہ صرف یہ کہ قصیدہ کے معانی و مفاہیم کھل کر سامنے آجاتے ہیں بلکہ ان سے متعلقہ بہت سی علمی و ادبی مباحث سے بھی قاری مستفید ہو جاتا ہے۔ اشعار کے مضامین کی شرح کے دوران دوسرے شعراء کے کلام کے ذریعے ایسی منظر کشی کرتے ہیں جن سے گویا قاری شاعر کے اشعار کے منظر کو بھی اپنی نگاہوں کے سامنے پالیتا ہے۔ اس شرح کی طوالت کے باوجود یہ یقیناً سیوطی کی دیگر تصانیف کی طرح علمی شغف رکھنے والوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ قصیدہ بانث سعاد کی جملہ شروحات میں اس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

حواشي وحواله جات

- ¹ الدينوري، ابن قتية، عبد الله بن مسلم، الشعراء، دار الحديث، القاهرة، 1423هـ، ج:1، ص:153
Al-Dinūrī, Ibn Qutaibah, Abdullah bin Muslim, Al-Sha'ir wa al-Shu'arā, Dār al-Ḥadīth, Cairo, 1423A.H, v:1,pg:153
- ² مرجع سابق، ج:1، ص:151
Ibid, pg:151
- ³ ابن هشام، عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي وإولاده، مصر، طبعة:2، 1375هـ/1955م، ج:2، ص:501
Ibn Hishām, Abdul Malik bin Hishām, as-Sīrah an Nabawiyah, Shirkah maktaba wa maṭba' Muṣṭafā al Bābī wa Awlādihī, Egypt, 1375A.H./1955, v:2, pg: 501
- ⁴ الحاكم، محمد بن عبد الله، المستدرک على الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة:1، 1433هـ/1990م، ج:3، ص:674
Al Ḥākīm, Muḥamad bin Abdullah, Al Mustadrak alā al-Ṣaḥīḥain, Dārul Kutub al 'Ilmiyah, Beirut, 1433A.H./1990, v:3, pg:674
- ⁵ ابن هشام، عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، ج:2، ص:503
Ibn Hishām, Abdul Malik bin Hishām, as Sīrah an Nabawiyah, v: 2, pg: 503
- ⁶ ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، دار الجيل، بيروت، طبعة:1، 1412هـ/1992م، ج:3، ص:1315
Ibn Abd al-Bar, Yūsuf bin Abdullah, Al isti'āb fī m'arifāt al Aṣḥāb, Dār ul Jail, Beirut, 1412A.H./1992, v:3 pg: 1315
- ⁷ السيوطي، جلال الدين، عبد الرحمن بن كمال، كنه المراد في بيان بانث سعاد، مؤسسة الرسالة، بيروت، طبعة:1426هـ/2005م، ص:99
As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fī bayān Bānat Su'ād, Muassah al Risalah, Beirut, 1426A.H./2005, pg: 99
- ⁸ مرجع سابق، ص:118
Ibid, pg: 118
- ⁹ مرجع سابق، ص:117
Ibid, pg: 117
- ¹⁰ سورة الجاثية: 23
Sūrah al-Jāthiya : 23
- ¹¹ سورة الحج: 46
Sūrah al Ḥajj : 46
- ¹² السيوطي، جلال الدين، عبد الرحمن بن كمال، كنه المراد في بيان بانث سعاد، ص:122
As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fī bayān Bānat Su'ād, pg: 122

- 13 حوالہ سابقہ
- Ibid.
- 14 مرجع سابق، ص: 120
- Ibid, pg: 120
- 15 سورۃ النعام: 141
- Sūrah al In'ām: 141
- 16 سورۃ الروم: 4
- Sūrah ar Rome:4
- 17 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانٹ سعاد، ص: 121
- As Suyūṡī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 121
- 18 سورۃ لیس: 12
- Sūrah Yāsin:12
- 19 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانٹ سعاد، ص: 123
- As Suyūṡī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123
- 20 سورۃ یوسف: 84
- Sūra Yūsuf:84
- 21 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانٹ سعاد، ص: 123
- As Suyūṡī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123
- 22 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاة، طبعہ: 1، 1422ھ، ج: 2، ص: 83، رقم الحدیث: 1303
- Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'el, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār ut Tawq al Nijāh, 1422A.H.,v: 2, pg: 83, Ḥadīth No.: 1303
- 23 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانٹ سعاد، ص: 119
- As Suyūṡī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 119
- 24 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج: 1، ص: 20، رقم الحدیث: 52
- Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'el, Saḥīḥ al Bukhārī, v: 1, pg: 20, Ḥadīth No.: 52
- 25 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانٹ سعاد، ص: 123
- As Suyūṡī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123
- 26 مرجع سابق، ص: 125
- Ibid., pg: 125
- 27 مرجع سابق، ص: 126
- Ibid., pg: 126
- 28 مرجع سابق، ص: 123

Ibid., pg: 123

مرجع سابق، ص: 134 ²⁹

Ibid., pg: 134

مرجع سابق، ص: 134 ³⁰

Ibid.

مرجع سابق، ص: 135 ³¹

Ibid., pg: 135

الدارقطنى، على بن عمر بن إجمه، تعليقات الدارقطنى على المحرر وحمين لابن حبان، الفاروق الحريشه للطباعة والنشر، دار الكتاب

الإسلامى - القاهرة، طبعه: 1، 1414هـ/1994م، ص: 119

Al Dārqtñī, Ali bin ‘Umar bin Aḥmad, T’alīqāt al Dārqtñī alā al Majrūḥīn li ibn Ḥabbān, Al Farūq al Ḥadītha li Al Ṭabā’a wa al Nashr, Dār al Kutub al Islami, Cairo, ed.:1,1414A.H./1994, pg: 119

السببوطى، جلال الدين، عبد الرحمن بن كمال، كنه المراد في بيان بانة سعاع، ص: 136 ³³

As Suyūfī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fī bayān Bānat Su’ād, pg: 136